☆ 15-9-89 آج میں نے اس دینی مرکز کا معاینہ کیا۔مرکز نہایت اعلی طرز کا تعمیر کردہ ہے۔مدرسہ' لڑکوں اور لڑکیوں کیلئے علیحدہ ہیں۔مرکز میں اعلی بیرونی یونیورسٹیوں کے مستند اساتذہ پڑھاتے ہیں۔دعا ہے کہ مرکز' دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے۔آمین

(خان بہادر وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان)

مرکزی دارالعلوم کے تعلیمی پروگرام

ادارہ دارالعلوم کی منتظمہ فروغ تعلیم کی پالیسی کے تحت مختلف پروگرام وضع کرتی ہے۔اسی مقصد کے تحت مختلف سالوں میں درج ذیل اقدامات عمل میں آئے:

1985ء مرکزی دارالعلوم میں انگلش کا ایک پیریڈ شامل نصاب کیا گیا۔

1986ء معالی الشیخ صالح الحصین صاحب کے تعاون سے مرکز اسلامی سکردو میں برنامج المساعدة التعليمية (تعلیمی معاونت پروگرام) کے نام سے عصری علوم کے شائقین کے لیے تعلیمی معاونت کے طور پر قیام وطعام اور تعلیم وتربیت کا انتظام شروع کیا گیا، جواب تک جاری ہے۔

تعمیرات:

جمعیت اہلحدیث بلتستان کی زیرنگرانی درج ذیل تعمیرات پایہ تکمیل کو پہنچیں:

1987ء مرکزی دارالعلوم بلتستان میں دارالعلوم اور اہل محلّہ کیلئے بیت الزکاۃ الکویت کے تعاون سے فری ڈسپنسری بنائی گئی۔

1988ء معہد خدیجۃ الکبریٰؓ (حالیہ كلية الدراسات الاسلاميه للبنات) کی پہلی منزل تیار ہوئی۔

1988ء "المكتبة العامة" کے نام سے ایک عظیم لائبریری کی عمارت تیار ہوئی۔

1989ء "معهد خديجة الكبرىؓ" کی دوسری منزل بنائی گئی۔

1990ء توحید آباد زرعی فارم غواڑی میں کاشتکاری وشجرکاری کیلئے پلاٹ تیار کیے گئے۔ وللہ الحمد

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قسط ثانی

شعائرِ اسلام کے خلاف دشمنانِ اسلام کی سازشیں

سلیم اللہ عابد عبدالباقی خان

اب اگر کوئی شخص اللہ احکم الحاکمین کے اس حکم اور فیصلے میں مداخلت کرتے ہوئے کسی سے اس کی زندگی جو اس کا بنیادی حق ہے، چھیننا چاہے ہے، تو کیا انسانی حقوق کے تحفظ کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو بے لگام چھوڑ دیا جائے؟! ہرگز نہیں! بلکہ **الجزاء من جنس العمل** یعنی ''جیسا کرو گے ویسا بھرو گے'' انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ قاتل کو بھی اسی انجام سے دوچار کیا جائے، جس سے مقتول گزر چکا ہے۔ اسی میں باقی انسانیت کی حفاظت اور ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:﴿ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰأُولِي الْاَلْبَابِ ......﴾[البقرۃ۔۱۷۹] اسی طرح اسلام نے ہر فرد کو یہ حق دیا ہے کہ وہ حلال اور جائز طریقے سے کمائی کر کے جائیداد کا مالک بن سکتا ہے، اور شرعی حدود کے اندر رہ کر مال میں تصرف کا مکمل حق رکھتا ہے۔ جبکہ کسی اور کو بغیر اس کی مرضی کے، اس میں تصرف کا معمولی حق بھی نہیں۔ اب اگر کوئی شخص ناجائز طریقے (چوری) سے اس کا مال ہتھیا لے تو کیا انصاف یہی ہے کہ اس چور کی رسی کو ڈھیلا چھوڑ دیا جائے کہ وہ لوگوں کے حقوق اور مال و دولت سے کھیلتا پھرے؟! ہرگز نہیں، بلکہ اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ اس کو پکڑ کر اس کے ہاتھ کو کاٹ دیا جائے، تا کہ آئندہ کسی دوسرے ہاتھ میں یہ قوت و جرأت باقی نہ رہے کہ وہ کسی دوسرے کے حقوق تک دراز ہو سکے۔

اسی طرح پردہ (جو کہ اسلامی معاشرے کی ایک خصوصیت ہے) کے خلاف پوری دنیا کی گھناؤنی سازشیں دیکھ لیجیے کہ اس کو جہالت اور پسماندگی کی نشانی قرار دی جا رہی ہے۔ باپردہ خواتین کو حقوق نسواں سے محروم تصور کیا جاتا ہے اور ہر طرح سے ان میں احساس مظلومیت اور احساس کمتری بیدار کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ذرا سوچیں کہ یہ حضرات اپنے جدید اور ماڈرن قوانین و قواعد کے تقاضے پورا کرتے ہوئے اپنی ماں بہنوں کو سولہ سنگھار سے آراستہ اور عریاں و نیم عریاں کر کے بازاروں میں پھراتے ہیں، تو ہم کبھی ان کے خلاف احتجاجی ریلیاں نہیں نکالتے۔ (صرف ان کے حقوق کی پامالی پر افسوس کرتے ہیں) لیکن ان سارے جہاں کا درد اپنے جگر میں رکھنے والوں کی حالت یہ ہے کہ ہم اپنی ماں بہنوں کی حشمت و حیا کا احترام اور حفاظت کرتے ہوئے انہیں باپردہ، معزز و مکرم اور محفوظ و مأمون بنا کر رکھتے ہیں، تو تکلیف بش، پوٹن اور ٹونی بلیئر کو ہوتی ہے۔ اور ''بیچاری'' مسلمان باپردہ خواتین کی ''محرومیاں'' اور ان پر ہونے والی ''زیادتیاں'' وہائٹ ہاؤس اور کریملین میں

بش اور پوٹن کو بے چین کیے رکھتی ہیں، اور وہ اپنے انسانی اور عالمی بہنوں کی اس محرومی کے ازالہ کے لیے پردہ کے خلاف قانونی تجاویز اور زوردار سفارشات مرتب کرنے میں ہمہ وقت مصروف ہیں، جن کا نفاذ کبھی کبھی ترکی جیسے چند ''روشن خیال'' ملکوں کے ذریعے کرائے بھی جارہے ہیں کہ مسلم خاتون رکن پارلیمنٹ مروی آقائی کی رکنیت اسمبلی اور ترکی شہریت دونوں صرف اس لیے منسوخ کی گئیں کہ وہ پارلیمنٹ ہال میں سکارف سر پر رکھ کر آئی ہے۔

الغرض مذکورہ احکامات اور شعائر کے علاوہ اسلام کا ہر حکم اور ہر اصول افراد و ملل کی دینی و دنیوی کامیابی اور سعادت مندی کا ضامن ہے۔ لیکن دشمنانِ دین کی اسلام دشمنی، تعصب اور تنگ نظری اس راہ میں حائل ہے کہ وہ ان احکامات کا سنجیدہ انداز میں مطالعہ کریں اور دیگر ادیان و ملل کے ساتھ اس کا تقابلی جائزہ لیں۔ بہر حال یہ تو اسلام کے خلاف کھلا اور جھوٹا پروپیگنڈا ہے، جس کے ذریعے مسلمانوں کو اپنے نظریات وعقائد سے منحرف کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد احساس کمتری اور پست ہمتی کا شکار ہورہی ہے۔

لیکن تصویر کا دوسرا رُخ بھی اس سے کچھ کم خطرناک نہیں، جس کے ذریعے مسلمانوں کے ذہن میں اسلام سے متعلق غلط اور خود ساختہ معلومات و افکار بھر دیتے ہیں، بالفاظِ دیگر جن لوگوں کو زہر پلا کر مارنا ممکن نظر نہیں آتا، انہیں زہر آلود شہد پلا کر مارنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس اقدام میں دشمنان اسلام تو ہراول دستہ ہیں ہی، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ مغربی آقاؤں کی زیر سرپرستی سرگرم عمل کچھ مسلمان افراد اور ادارے بھی اس میں سرگرم عمل ہیں۔ اس مقصد کے تحت نام نہاد ''اسلامی لٹریچر'' اور ''اسلامی پروگرام'' کے ذریعے ایسی باتیں مسلمانوں کے ذہن میں فِٹ کی جاتی ہیں، جو تعلیمات اسلام کے عین منافی اور آئین اسلام سے صریحاً متصادم ہوتی ہیں، لیکن نام ان کا ''دینی معلومات'' ہی رکھا جاتا ہے۔ گویا بم کو گلدستے میں چھپا کر پیش کیا جاتا ہے اور جاہل مسلمان انتہائی آسانی سے اس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ اپنی باتوں میں بار بار دین کا تذکرہ کریں گے، بوقت ضرورت قرآن و حدیث کے نصوص سے بھی کام لیں گے، لیکن ان سب کا مقصود و مدعا اسلام کے خلاف سازش اور شورش ہی ہوگی اور ان نصوص کا شمار: ''**کلمة حق ارید بها الباطل**'' میں ہی ہوگا۔

اسلامی حکومت کے زیر انتظام محمود غزنویؒ جیسے بت شکن کی یاد تازہ کرتے ہوئے پورے افغانستان میں موجود مجسّموں اور بتوں کو توڑا گیا تو پوری مغربی دنیا' بلکہ اکثر اسلامی ممالک بھی اس کی مخالفت پر تل گئے اور اس کام کو اسلامی تعلیمات اور دورحاضر میں اسلامی دنیا کی مصلحتوں اور تقاضوں کے منافی قرار دیا گیا۔ اور تو اور (B.B.C) جیسا ''معروف''

نشریاتی ادارہ (جو اپنی اسلام دشمنی میں معروف ہے) بھی قرآن وسنت اور تاریخ اسلام کے حوالے پیش کرنے لگا، اور ان مجسموں کو نہ توڑنے کی دلیل میں فاروق اعظم ﷛ کا حوالہ دیا گیا کہ انہوں نے باوجود اپنی دینی شدت' غیرت وحمیت کے فتح مصر کے موقع پر وہاں موجود مجسموں اور فرعونی دور کی یادگاروں کو منہدم نہ کیا، جبکہ یہ کور چشمانِ حقیقت اس بات سے بالکل غافل ہیں کہ ہمارے آقا ومرشد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے پہلے ہی دن خانہ کعبہ میں موجود 360 بتوں کو زمین بوس کر کے غلبہ حق کا اعلان بایں الفاظ فرمایا: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝﴾ [الاسراء۔۸۱] نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت وشریعت بلکہ تمام انبیاء کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ غیر اللہ کا حسی اور معنوی تصور ختم کر کے مخلوق کو ایک اللہ کے آگے جھکائیں۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر صحابہ کرام ﷡ کو بت شکنی کا مہم دے کر مختلف علاقوں اور اقوام کی طرف روانہ فرمایا۔

اور وہی عمر ﷛' جس کے فعل کا یہ لوگ حوالہ دے رہے تھے، ان کے متعلق تاریخ نے یہ گواہی دی ہے کہ جب شجرۂ بیعت الرضوان کے متعلق بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ تقدس اور احترام کا عقیدہ داخل ہوا اور وہاں پر مستقبل میں پوجا پاٹ ہونے کا خطرہ محسوس ہوا، تو انہوں نے اس درخت کی تاریخی حیثیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا، اور یہی عمر ﷛ ہی ہیں، جنہوں نے آتش کدۂ ایران میں صدیوں سے متواتر جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈی کر کے وہاں سے بت پرستی اور آتش پرستی کا خاتمہ کیا تھا۔ اور یہی بت شکنی اور توحید پرستی کا ''جرم'' ہی تو ہے، جس کی وجہ سے آج تک سبائی جماعت فاروق اعظم ﷛ کی ذات کو تنقید اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنا رہی ہے۔

الغرض یہ تو ایک مثال ہے اور وہ بھی غیر مسلموں کی سازشوں کی۔ خود مسلمان ادارے اور نشریاتی وسائل اور ذرائع ابلاغ بھی ان سے پیچھے نہیں۔ اس ضمن میں ''اسلامی جمہوریہ مصر'' کے ایک ٹی وی چینل سے سلسلہ وار نشر ہونے والے ایک ''اسلامی پروگرام'' کے چند مناظر کا تذکرہ بے جا نہ ہوگا۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طالب علمی کے دوران ایک دن کسی مطعم (ہوٹل) میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ٹیلی ویژن پر مذکورہ پروگرام چل رہا تھا۔ پروگرام کا تعلق حدیث' محدثین اور طلب حدیث میں علمائے اسلام کے جہود ومساعی سے تھا۔ اس ڈرامے (تمثیلیۃ) میں ایک منظر دکھایا گیا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کی طلب میں دور دراز علاقوں کے سفر پر جا رہے ہیں، لیکن جس اداکار کو امام کے روپ میں پیش کیا گیا اس کی شکل یہ ہے کہ چیتھڑے پہنے ہوئے' ناہموار تراشی ہوئی داڑھی' بڑھی ہوئی مونچھیں اور چلنے کا انداز مسخروں جیسا!!

یہ طریقہ اس لیے پیش کیا گیا کہ ایک تو اسلام سے متعلق پیش کیا جانے والا پروگرام منظر سے ہی نفرت آمیز ہو، اور دوسری یہ کہ مسلمانوں کے ذہن میں یہ بات بٹھادی جائے کہ داڑھی کاٹنا اور تراشنا سلف کے ہاں بھی معروف تھا، اور قرون خیر میں مسلمان علماء وائمہ اس حلیہ وصفات کے حامل بھی ہوتے تھے۔ ورنہ کیا کسی مکمل داڑھی والے کو اس کام کے لیے منتخب نہیں کیا جاسکتا تھا!؟ لیکن مقصد یہی تھا کہ مسلمان تفریح کے بہانے ڈرامے وغیرہ میں مشغول رہیں، اور اس کے دین کی حیثیت بھی ''ڈرامہ'' جتنی ہی رہے، عملی زندگی میں دین کا کوئی دخل نہ ہو۔

اسی ''اسلامی پروگرام'' کا ایک اور کربناک منظر بھی دیکھ لیجیے کہ مشہور محدث ابن معین رحمۃ اللہ علیہ حلقہ درس میں اپنے شاگردوں کو حدیث املاء کروارہے ہیں۔ داڑھی ان کی بھی برائے نام ہی' جبہ اتنا لمبا کہ ٹخنوں سے نیچے' لیکن اس سے بھی زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ دوران درس ہی شاگردوں کے بیچ میں عثمان بن عطاء الخراسانی کی بیوہ آتی ہوئی دکھائی گئی، جو عثمان کے ترکہ سے متعلق اپنی کوئی شکایت لے کر آئی ہے۔ ایک تو اس مسلمان خاتون کو دور حاضر کے نام نہاد مسلمان خواتین کی طرح واجبی سے لباس اور مختصر دوپٹہ میں دکھایا گیا ہے اور پھر وہی خاتون اپنی شکایت بیان کرنے کے لیے بیبا کانہ بغیر کسی حجاب کے امام کے سامنے آکر بیٹھتی ہے، بلکہ نہایت خوش اخلاقی سے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کر امام صاحب سے مصافحہ کرتی ہے، اور امام صاحب اس سے کچھ زیادہ ہی خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے'' **اهلاً یاأختنا وزوجة فقیدنا** '' کہتے ہوئے ہاتھ ملارہے ہیں۔ **واللہ المستعان وإلی اللہ المشتکیٰ**

اب اس سین کا سوائے اس کے اور کیا مقصد ہوسکتا ہے کہ مسلمان ماں بہنوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہوجائے کہ مسلمان عورت کا یہ حلیہ اور اظہار زیبائش کا یہ طریقہ قرون فاضلہ میں بھی ایسا ہی تھا، اور ان ادوار میں بھی اجنبی مرد عورت کا مصافحہ معروف تھا۔ اور یوں روشن خیال' وسیع الافق مسلمان ان دلائل وشواہد سے مستفید ہوں۔ اسی طرح کے دیگر پروگرام ہیں، جنہیں ''اسلامی پروگرام'' کہنا ہی اسلام کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔

اہل بصیرت کو روز مرہ کے واقعات ومشاہدات میں ایسے ہزاروں نمونے اور مثالیں نظر آئیں گی، جن کا مقصد اسلامی تعلیمات وقوانین کو ہدف تنقید بنانا یا اسلامی تعلیمات کو بگاڑ کر ان کی غلط اور غیر حقیقی تشریح کرنا ہے۔

قصہ مختصر! دشمنان اسلام ہر طریقے سے' ہر وسیلے سے اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہیں، لیکن مسلمان ان تمام خطرات سے آنکھیں بند کرکے غافل بنے بیٹھے ہیں۔ اگر واقعی مسلمان ان باتوں سے غافل ہیں، تو یہ انتہائی خطرناک مرحلہ ہے۔ اور اگر احساس ہوتے ہوئے بھی ان باتوں پر توجہ نہیں دی جاتی' تو معاملہ کچھ زیادہ ہی خطرناک ہے۔